۷۸واں باب

مکہ کی جانب واپسی

۴۴۸ باغ کے مالکان نبی ﷺ کی تواضع کرتے ہیں

۴۴۹ نینوا کے نصرانی باشندے عداس کی باغ میں نبی ﷺ سے ملاقات

۴۵۰ عداس رضی اللہ عنہ اور عتبہ وشیبہ کا میدانِ بدر میں آخری وقت

۴۵۰ باغ سے روانگی اور جبریل علیہ السلام کی پہاڑوں کے منتظم فرشتے کے ساتھ آمد

۴۵۱ پہاڑوں کا فرشتہ اہلِ طائف پر پہاڑوں کو اُلٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے

۴۵۱ نئے جوش اور ولولے سے کارِ نبوت کی ادائیگی کے لیے مکہ کی جانب پیش قدمی

۷۸واں باب

مکہ کی جانب واپسی

طائف سے مکہ کے قریب وادی نخلہ تک کا سفر

باغ کے مالکان نبی ﷺ کی تواضع کرتے ہیں

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ اور عتبہ طائف میں اپنی زمینوں کو دیکھنے آئے ہوئے تھے۔اس موقع پر یہ یاد کر لینا چاہیے کہ یہی وہ عتبہ بن ربیعہ ہیں جو ابو سفیان کے سسر تھے اور ان کی کنیت ابوالولید ہے، یہی ہیں جو پانچ سال قبل نبی ﷺ کے سامنے سردارانِ قریش کی اجازت سے کچھ اچھی پیش کشیں اس بے ہودہ خیال سے لے کر گئے تھے کہ شاید آپؐ اپنی دعوت اور نبوت کو چھوڑنے کے عوض ہماری کوئی چیز قبول کر لیں (نعوذ باللہ)، اللہ کے نبی کو اللہ سے بے وفائی کے لیے رشوت دینے گئے تھے)۔

انھوں نے نبی ﷺ سے جو کچھ کہا تھا اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ، بھتیجے ! مال و دولت، سرداری، عزت و مقام یا بادشاہت جو چاہتے ہو وہ دینے کو تیار ہیں ۔اس دعوت کو چھوڑ دو اور ہمارے معبودوں کو بے وقعت نہ کرو، آپ ﷺ نے جواب میں سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ کی تلاوت شروع کی، یہ صاحب اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے ٹکٹکی باندھے غور سے سنتے رہے۔جب آپ ﷺ تلاوت کرتے ہوئے آیت : فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ (اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمھیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں) پر پہنچے تو اِس نے بے اختیار آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا "خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو"۔قرآن سننے کے بعد وہ اُٹھ کر سردارانِ قریش کی محفل کی طرف نڈھال چال سے چلا تو لوگوں نے دور سے اس کو دیکھتے ہی کہا: واللہ! عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے، یہ وہ شکل نہیں ہے جو شکل یہ لے کر گیا تھا۔پھر جب وہ آ کر اُن کے درمیان بیٹھا تو لوگوں نے کہا: کیا سُن آئے ؟اُس نے کہا: "واللہ! میں نے ایسا کلام سنا، کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔خدا کی قسم! نہ یہ شعر ہے، نہ سحر ہے، نہ کہانت۔اے سردارانِ قریش! میری بات مانو اور محمدؐ کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔میں ڈرتا ہوں کہ یقیناً یہ کلام کچھ رنگ لا کر رہے گا۔فرض کرو، اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کے اوپر ہاتھ اٹھانے سے تم بچ

جاؤ گے اور دوسرے اس سے نمٹ لیں گے۔ لیکن اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمھاری بادشاہی، اور اس کی عزت تمھاری عزت ہی ہو گی۔" سرداران قریش اس کی یہ بات سنتے ہی بول اٹھے: "ولید کے ابّا، آخر اس کا جادو تم پر بھی چل گیا۔" عتبہ نے کہا، میری جو عقل میں آیا وہ میں نے تمھیں بتا دیا، اب تمھارے جو جی میں آئے کرتے رہو۔ ہم نے یہاں اس قصے کو مختصر بیان کیا ہے مکمل تفصیل جلد سوم میں صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۵ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ آپ اس کے مکہ میں مقام کا اندازہ کر لیں اور نبی ﷺ کے بارے میں اس کے خیالات وعقائد کا بھی، افسوس یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی ساری عقل و دانائی سے کام لے کر اسلام قبول نہ کر سکا، آگے آپ پڑھیں گے کہ بدر کے میدان میں کھیت رہا، اس کی سر بریدہ لاش اندھے کنویں میں ڈال دی گئی۔ اس باب میں عتبہ کا یہ دوبارہ تعارف ضروری تھا، کیوں کہ آپ ﷺ نے اسی کے باغ میں پناہ لی ہوئی تھی، اب آگے کی تفصیلات کا مطالعہ کریں۔

نینوا کے نصرانی باشندے عداس کی باغ میں نبی ﷺ سے ملاقات

عتبہ اور شیبہ، دونوں نے جب اپنے قریشی بھائی کو اس زخمی اور بے چارگی میں دیکھا تو ان کے جذبہ قرابت نے جوش مارا، اگرچہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے کٹر دشمنوں میں سے تھے، تاہم ترس کھا کر انھوں نے اپنے ایک عیسائی غلام، عداس کو بلایا اور اُس سے کہا کہ انگور ایک برتن میں لے کر اِن اشخاص کو دے آؤ۔ جب اس نے انگور آپ ﷺ کے سامنے رکھے تو آپؐ نے بسم اللہ کہہ کر کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا

عداس نے کہا کہ یہ جملہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔

رسول اللہ ﷺ نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمھارا دین کیا ہے؟

عداس نے کہا میں نینوا کا رہنے والا ہوں اور نصرانی ہوں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "اچھا! تم مرد صالح یونسؑ بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو؟

عداس حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا، نینوا میں بھی سوائے بڑے علماء کے کوئی یونسؑ بن متی کو جاننے والا نہیں تھا، جن کی تعداد دس بھی نہ ہو گی۔

باکمالِ حیرت عداس نے کہا کہ آپؐ یونسؑ بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے، وہ نبی تھے میں بھی نبی ہوں۔

یہ سن کر عداسؓ رسول اللہ ﷺ پر جھک پڑا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔

عتبہ اور شیبہ یہ منظر دیکھ رہے تھے، دونوں بھائیوں نے آپس میں کہا کہ لو! اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بگاڑ دیا۔ نبی ﷺ کو انگور پیش کرنے اور اس گفتگو کے بعد جب عداس واپس گیا تو دونوں نے اس سے کہا کہ کیوں بھئی کیا معاملہ تھا؟ بدنصیب! تو اس شخص سے کس غضب کی عقیدت کا اظہار کر رہا تھا.

عداسؓ نے کہا کہ اس وقت دنیا جہاں میں یہ شخص سب سے بہتر ہے، اس نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جسے اس سرزمین میں دوسرا ہر گز جان ہی نہیں سکتا۔

شیبہ بولا کہ ارے تیرا دین اس کے دین سے بہت اچھا ہے اس کے دین میں نہ چلے جانا، مگر ایسا ہی ہوا، عداسؓ نے آپؐ کی رسالت کی گواہی دی اور اسلام قبول کر لیا۔

عداس رضی اللہ عنہ اور عتبہ وشیبہ کا میدانِ بدر میں آخری وقت

طائف کے باغ میں تھوڑی دیر پناہ دینے اور انگور کھلانے کے کوئی چار سال بعد جب شیبہ اور عتبہ دونوں بھائی ابو جہل کی پکار پر جنگ [غزوہ بدر] کے لیے مدینے کو نکلے تو عداسؓ مکہ سے باہر ثنیتہ البیضاء نامی ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے. شیبہ اور عتبہ ادھر سے گزرے تو سیّدنا عداس رضی اللہ عنہ نے اُنھیں روک کر کہا کہ وہ شخص [جو مجھے وہاں ملا تھا اور جس سے تم لڑنے جا رہے ہو] واقعی اللہ کا رسولؐ ہے، آپ لوگوں کا آگے قدم اٹھانا خود کو مقتل میں لے جانا ہے۔ مگر شیبہ اور عتبہ کی سر بریدہ لاشوں کی تقدیر میں منکرین کے سرغنے، ابو جہل، کے ساتھ میدانِ بدر کے اندھے کنویں میں بے گور و کفن گرنا لکھا تھا اور سیّدنا عداس رضی اللہ عنہ کے مقدر میں غزوہ بدر کے شہدا میں سے ایک شہید بننا کہ جس پر رشک کرتے، ادب سے سلام بھیجتے اربوں مسلمانوں کے شاہ و گدا نسل در نسل گزر گئے ہیں!

باغ سے روانگی اور جبریلؑ کی پہاڑوں کے منتظم فرشتے کے ساتھ آمد

یہ واقعہ حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے کہ یہاں کچھ دیر ٹھیر کر نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے رفیق زیدؓ بن حارثہ، باغ سے نکلے اور مکہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ غم کی شدت سے طبیعت نڈھال تھی۔ شکستہ دل اور غمگین احساسات کے ساتھ دورانِ واپسی جب آپؐ قرن المنازل کے قریب پہنچے تو محسوس ہوا کہ آسمان پر ایک بادل سا چھایا ہوا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام سامنے تھے جو پہاڑوں کے منتظم فرشتے کے ساتھ اللہ

کے حکم سے آپؐ کے لیے اس عاقبت نااندیش قوم سے انتقام لینے کی اجازت چاہنے آئے تھے۔

پہاڑوں کا فرشتہ اہلِ طائف پر پہاڑوں کو اُلٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے

بخاری میں اس واقعے کی تفصیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موجود ہے۔اُن کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ انھوں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپؐ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو غزوہ احد کے دن سے زیادہ الم ناک رہا ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں، تمھاری قوم سے مجھے جن جن تکلیف دہ اوقات کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سب سے سخت وہ وقت تھا کہ جس سے میں وادی [طائف] کے دن دوچار ہوا، جب میں نے عبد یالیل بن عبد کلال کے بیٹے کے سامنے دین اسلام کی دعوت پیش کی مگر اس نے میری بات نہ مانی تو میں غم سے نڈھال مکہ کی جانب چل پڑا اور میرے غم کو قرن ثعالب پر پہنچ کر ہی تب قرار آیا جب میں نے وہاں کچھ محسوس کیا، سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے۔ میں نے بغور دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انھوں نے مجھے آواز دی کہ آپؐ کی قوم نے جو کچھ آپؐ کو جواب دیا ہے اللہ نے اسے سن لیا۔اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپؐ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں‘‘۔ پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آپؐ کو سلام کر کے عرض کیا کہ آپؐ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں؟ آپؐ نے جواب دیا، کہ نہیں، بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

آپ کی دعا کے جواب میں خالقِ کائنات کی جانب سے فوری مدد کا پہنچنا اور پھر زخمی معلمِ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب میں آپؐ کی پیغمبرانہ شان دیکھی جاسکتی ہیں۔

نئے جوش اور ولولے سے کارِ نبوت کی ادائیگی کے لیے مکہ کی جانب پیش قدمی

بہر طور اب عرش سے فرش والے کے سامنے آنے والی اس درجے کی دل جوئی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مطمئن کر دیا، جسم کے زخم تو اپنے وقت پر ہی بھرے ہوں گے مگر دل و دماغ پر سے غم والم کے بادل چھٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ دین کے لیے اپنے مشن [هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿سورۃ التوبۃ ۳۳﴾] کو کام یابی تک پہنچانے کے لیے ایک نئے عزم و ارادے سے مکہ کی راہ پر زخموں سے چُور جسم کے ساتھ مزید پیش قدمی فرمانے لگے

یہاں تک کہ وادیٔ نخلہ کی شادابی میں پہنچ کر دم لیا۔ یہاں پھر اُس ہستی کی جانب سے جس نے آپؐ کو دنیا والوں کے سامنے اپنا نمایندہ بنا کر بھیجا تھا آپؐ کی دل جوئی شروع ہوتی ہے، آپؐ کا اکرام ہوتا ہے اور بشارتیں ملتی ہیں جن کی تفصیل اگلے باب میں ملاحظہ کیجیے۔

اگلے باب کی طرف بڑھنے سے قبل، قارئین گرامی ذرا سنیے ! اِس گناہ گار کے لیے اُس عزم و ہمت کے پہاڑؐ کی یہ داستان لکھ دینا آسان ہے اور شاید ایسے ہی کسی کے لیے اس کا پڑھ لینا بھی، مگر گالیوں کے شور اور پتھروں کی بارش میں سے گزرتے ہوئے جو خیر البشرؐ اور افضل الانبیاءؐ نے مقصد سے عشق کی داستاں بلا خیز لکھی تھی، اُس کے نقوشِ قدم کو تلاش کرنے والے اُمتی کہاں گئے ؟؟

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی اِبراھیم و علی آل اِبراھیم اِنک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی اِبراھیم و علی آل اِبراھیم انک حمید مجید.

☆☆☆☆☆